Ikhwar ak Gez Phim Madi Taqui ho By Shiv Nath 1905 G.K.V.

اوم تت ست

ایکمیوادوتیم

ستیمیو جیتے

برہمو کرپا ہی کیولم

ٹریکٹ نمبر ۵

ایشور ایک غیر فہیم مادی طاقت ہے

یا فہیم زندہ پرش؟

از

پنڈت شیوناتھ شاستری ایم اے

مشہور پرچارک و لیڈر سادھارن براہم سماج

جسکو

شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہم دھرم نے

بنگالی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا

براہم سمت ۷۶ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

باہتمام منشی میران بخش پرنٹر

پہلی بار ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی کاپی

اُصولِ براہمو دھرم

(۱) کُل کائنات کو پیدا کرنے والا ایک پرماتما ہے جو کامل۔ ابدی اور لاثانی ہے ؛

(۲) وہ قادرِ مطلق۔ علیم۔ عادل۔ پاک محبت کُل ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ؛

(۳) رُوحِ انسانی غیر فانی اور لاانتہا ترقی کرنے کی قابلیت و خاصیت سے مُشرف ہے ؛

(۴) پرماتما سب کا باپ ہے اور سب مرد و عورتیں رُوحانی آزادی و دھرم جیون حاصل کرنے کے استحقاق میں برابر ہیں ؛

(۵) اپنی زندگی میں اعتدال اور کُل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا رُوح کی علت غائی ہے ؛

(۶) اِس علت غائی کے موافق عمل کرکے رُوح اپنے اور اوروں کے لئے مُفید ورنہ مُضر بنتی ہے ؛

(۷) سادھو۔ مہاتما اور دھرم پُستکیں دھرم جیون حاصل کرنے کے لئے ایک حد تک مددگار ہونے کی وجہ سے شردھا اور تعظیم کے لائق ہیں مگر وہ مُکتی حاصل کرنے کا کامل ذریعہ نہیں ہیں ؛

(۸) رُوحانی عبادت اور پرماتما کی مرضی کے موافق خیال۔ کلام اور عمل کرنا ہی سچی نجات ہے ؛

براہمو دھرم

ایشور ایک غیر فہیم مادّی طاقت ہے
یا فہیم زندہ پُرش ؟

اِس بات کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس عظیم کائنات کی تہ میں کہ جس کی ہستی سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ اور جس کو ہم صاف اور واضح طور پر دیکھتے ہیں قوتِ بیانیہ سے باہر ایک مہان شکتی (اعلیٰ طاقت) موجود ہے۔ نیز جو لوگ مروّجہ مذاہب کی صداقتوں کو تسلیم نہ کر کے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اِیشور کی پرکرتی (نیچر) اور سُروپ (سیرت) کو انسان معلوم نہیں کر سکتا۔ وہ بھی اس مہان شکتی کی موجودگی سے انکار نہیں کر سکتے۔ ماہ جنوری ۱۸۸۴ء کے ماہواری رسالہ نائینٹینتھ سنچری میں ہربرٹ سپنسر نے ایک مضمون لکھا تھا کہ۔ جس کے آخر میں اُنہوں نے دُنیا کے آدی کارن کو اس طور پر بیان کیا ہے ”اس دُنیا میں ایک اننت اور ابناشی شکتی موجود ہے کہ جس سے ہر ایک چیز ظاہر ہوئی ہے“۔

جان سٹوارٹ مِل نے بھی اپنی تصنیف کردہ تھری ایسیز آن ریلیجن نامی کتاب میں لکھا ہے کہ ”فسٹ کاز (آدی کارن) کے مسئلے کے بارے میں جو تجربہ بتلاتا ہے۔ اور کارن شبد کے معنے جو ہم نے سمجھے ہیں۔ یعنی تمام کارنوں میں جو ابتدائی اور عالمگیر عنصر موجود

ہے۔ وہ فورس یعنی شکتی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ؟
مذکورۂ بالا دونوں فاضلوں کا عقیدہ یہی ہے کہ ایک ناقابل بیان مہان شکتی سے ہی یہ برہمانڈ ظاہر ہوا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ آدی شکتی ایک آننت (لا محدود) اور ابناشی (لازوال) ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ شکتی ایک ہی ہے۔ اور یہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ برہمانڈ دو یا اس سے زیادہ طاقتوں کے آپس میں ٹکرانے سے پیدا نہیں ہوا؟ اس کا جواب جان سٹوارٹ مل نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں یوں دیا ہے کہ "یہ شکتی درحقیقت ایک اور یکساں ہے۔ اور برہمانڈ میں مقررہ مقدار میں موجود ہے کہ جو کبھی کم و بیش نہیں ہوتی"۔

چونکہ یہ شکتی ایک اور لازوال ہے۔ اور اس ہی سے کائنات کے تمام کام سرزد ہوتے ہیں۔ اس واسطے یہ سرب بیاپی (سب جگہ موجود) ہے۔ اس بات کو بڑے بڑے عالم اور فاضل شخص بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس بشو کی تہ میں جو ایک مہان شکتی موجود ہے۔ وہ سرب بیاپی سرب گت (سب جگہ پھیلی ہوئی) سوکھشم ابناشی اور اننت ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اس شکتی کی پرکرتی (فطرت) کیا ہے؟ مل کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس شکتی کو قطعی جڑ شکتی سمجھتے تھے۔ اور جس طرح بجلی یا مقناطیس ایک قوت ضرور ہے لیکن وہ محض اندھی اور مادّی طاقت ہے۔ اسی طرح سے یہ آدی شکتی بھی ایک اندھی مادّی طاقت ہے۔ سپنسر کہتا ہے۔ کہ اس شکتی کا سروپ نہیں جانا جا سکتا۔ مگر مذکورۂ بالا ماہواری رسالے کے دوسرے نمبر میں اسی کے متعلق بحث کرتے ہوئے انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ انسانی روح میں بھی اسی شکتی کا ظہور ہے۔ یعنی "یہی شکتی انسان کی چت شکتی میں ظاہر ہو رہی

ہے" بلکہ ایک اور جگہ کہا ہے کہ "چیت شکتی سے ہم جو کچھ مراد لیتے ہیں۔ یہ شکتی اُس سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے"؂

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔ آیا اس آدی شکتی کے متعلق سوائے اس کے کہ وہ ایک ستّا (فورس) ہے۔ اور بھی کچھ جانا جا سکتا ہے یا نہیں؟ سپنسر کا کلام کہ جو سب سے پہلے اخذ کیا گیا ہے۔ اس میں اُنہوں نے بتلایا ہے۔ کہ یہ تمام بِشو (کائنات) اسی مہان شکتی سے ظاہر ہوا ہے۔ اس مہان شکتی نے اُس کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ بِشو اِس سے نکلا ہے۔ یعنی جس طرح تِلوں سے تیل اور پانی سے بھاپ نکلتی ہے۔ اسی طرح یہ دُنیا اس شکتی سے ظاہر ہوئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ انسان کی چیت شکتی کا ظہور کہاں سے ہوا؟ انسانی روح ایک عجیب و غریب شے اور ایک نہایت گہرا معمّا ہے۔ پس یہ عجیب و غریب آتم گیان سمپن چیتن (وہ زندہ شکتی جس میں مَیں ہوں کا گیان ہے) کہاں سے سرشٹی راج میں ظہور پذیر ہوا۔ نیز سائنس داں فاضلوں نے یہ بھی معلوم کیا ہے۔ کہ ایک وقت تھا جبکہ یہ دُنیا رقیق۔ گرم بھاپ کی حالت میں تھی۔ اور اُس وقت اِس گرم بھاپ میں انسانی زندگی کا رہنا تو درکنار رہا۔ کسی قسم کی زندگی کے نشان تک کا پایا جانا بھی ممکن نہ تھا۔ مذکورہ بالا کتاب میں ایک جگہ پر ہل نے لکھا ہے کہ "اس بات کا بہت بڑا ثبوت اور شہادت ملتی ہے۔ کہ ہماری زمین کی حالت ایک وقت ایسی تھی کہ جو کسی جاندار کی زندگی کے قیام اور حفاظت کرنے کے قابل نہ تھی۔ اور انسانی زندگی دیگر جانداروں سے بہت مُدّت کے بعد ظاہر ہوئی ہے"؂

سائیکلو پیڈیا برِی ٹینکا نامی کتاب میں مشہور ہکسلے نے بیالوجی یعنی جیون تتّ کے بارے میں جو مضمون لکھا ہے۔ اُس میں ایک جگہ

یوں لکھا ہے کہ "زمین کی حالت ایک وقت ایسی تھی کہ کوئی جاندار چیز اُس میں نہیں رہ سکتی تھی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اُس بھاپ کی حالت میں یہ کسی جاندار کے قیام کے لئے بالکل ناقابل تھی"۔

پس ظاہر ہے کہ۔ یہ زمین ایک وقت میں رقیق۔ گرم بھاپ کی مانند تھی۔ اور کسی زندہ چیز کو نہیں رکھ سکتی تھی۔ اُس وقت اس میں عجیب شکتی شالی (طاقتور) انسانی رُوح کا رہنا تو در کنار رہا۔ دیگر جانداروں کی زندگی کا بھی کہیں نام و نشان نہ تھا۔

اس زمین میں زندگی نہ تھی۔ لیکن زندگی آئی۔ اس سوال کا جواب کہ یہ زندگی کہاں سے آئی؟ دو طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ یہ زندگی جڑ سے ہی پیدا ہوئی۔ اور دوسرا یہ کہ یہ زندگی کسی چیتن پُرش سے تعلق رکھتی ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ پہلا جواب کہاں تک مُدلّل اور درست ہے۔ اور آیا یہ پایۂ ثبوت تک بھی پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ جڑ شکتی سے ہی زندگی پیدا ہوئی ہے تو اُسکے معنے یہ ہونگے کہ۔ اچیتن شکتی (مادّی طاقت) سے چیتن کا ظہور ہوا ہے۔ یہ کیونکر ہوا؟ مذکورۂ بالا مضمون میں ہکسلے نے لکھا ہے کہ "جاندار چیز کی خاصیت اُس کو دیگر چیزوں سے بالکل علیحدہ تمیز کراتی ہے۔ ہم لوگوں کو جو کچھ گیان اب حاصل ہے اُس سے اس بات کا کچھ پتہ نہیں ملتا کہ جڑ سے چیتن کس طرح پیدا ہوا"۔ اسی مضمون میں وہ ایک اَور جگہ بھی بیان کرتا ہے کہ "کس طریق سے اس دُنیا میں جاندار پرانی پیدا ہوئے؟ اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے"۔

اب بس پر بھی اگر آپ کہیں کہ جڑ سے ہی چیتن پیدا ہوا ہے۔ تب بکاش کے ایک بُنیادی نیم کو یاد رکھنا چاہئے کہ۔ جو ہمارے مُلک کے بنائے شناستر میں قبول کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسی خاصیت

کارن میں ہوگی۔ ویسی ہی کارج میں بھی پائی جائیگی مثلاً پانی اور حرارت وغیرہ چیزوں کے ملانے سے بھاپ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے بھاپ میں ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی کہ۔ جو اُس کے ابتدائی کارن میں کسی نہ کسی شکل میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ پس اس دلیل کی بنا پر ایک شخص سوال کرسکتا ہے کہ۔ اگر چیتن کسی شکل میں بھی اُس آدی شکتی میں موجود نہ تھا۔ تو اس سرشٹی میں کہاں سے ظاہر ہوا؟ ٭

جان سٹوارٹ مِل اس کے جواب میں بیان کرتا ہے کہ "جس طرح نہایت بدصورت مٹّی سے عجیب اور خوبصورت درخت اور پھُول وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُسی طرح کثیف مادّے سے بھی لطیف چیتن پیدا ہوگیا۔ اس میں تعجّب کی کونسی بات ہے؟ کہاں بدصورت مٹّی اور کہاں لطیف اور خوبصورت پھُول! دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لیکن جس طرح مٹّی کا نتیجہ پھُول ہے۔ اسی طرح یہ کہہ دینے سے کیا نقص عائد ہوتا ہے کہ چیتن جس کی جڑ سے کچھ بھی مشابہت نہیں اُسی سے پیدا ہوا ہے"۔ ٭

لیکن مِل کی پیش کردہ مثال سے ہمارا سوال حل نہ ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ پھُول میں ایسا کونسا گُن ہے کہ جو اُس کے پہلے کارن میں موجود نہ تھا۔ پھُول کا آنکھوں کو سیر کرنے والا رنگ سورج کی کرن میں اُسکی لطافت لطیف ذرّوں میں اور اُس کی خوشبو زمین میں موجود تھی۔ پس اسی طرح سے کیا تم یہ کہوگے کہ اِنسانی رُوح کی چیت شکتی اُسی آدی کارن مہان جڑ شکتی میں موجود تھی؟ ٭

بعض اشخاص اس کے جواب میں کہینگے کہ۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہمیشہ کارج کے گُن کارن کے گُن کے مطابق ہی ہوں۔ مثلاً چُونے اور ہلدی میں سُرخ رنگ کہیں بھی موجود نہیں۔ مگر تو بھی دونوں کے ملانے سے

سُرخ رنگ پیدا ہوجاتا ہے۔ یا دس چیزوں کے ملانے سے دوائی بن جاتی ہے۔ مگر اُن میں تنہا کسی ایک چیز میں بھی بیماری کو دُور کرنے کی خاصیت نہیں لیکن دس چیزوں کے ملانے سے وہ خاصیت پیدا ہوگئی۔ جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کاربن میں ایسی خاصیت پیدا ہوگئی کہ جو کارن کے کسی جُز میں بھی موجود نہ تھی۔ ویسے ہی یہ کیوں ممکن نہیں ہوسکتا کہ۔ باوجود اس جسم کے تمام اجزاؤں میں سے کسی ایک میں چیتن کے موجود نہ ہونے پر بھی اُن سب کے مل جانے سے وہ پیدا ہوگیا۔ مگر یہ تو صرف ایک مثال دی گئی۔ اُس سے کچھ ثبوت بہم نہیں پہنچتا۔ یعنی اس سے صرف یہ ظاہر ہوا کہ۔ جس طرح چونے اور ہلدی کے ملانے سے سُرخ رنگ بن جاتا ہے۔ اُسی طرح کسی طریق سے جڑ سے چیتن پیدا ہوگیا ہوگا۔ اس کا نام پرمان (ثبوت) نہیں ہے ۞

فرض کرو جو شخص کہتا ہے کہ یہ سرخ رنگ چونے اور ہلدی کے ملاپ سے پیدا ہوا ہے وہ اس کو کئی ایک طرح سے ثابت بھی کرسکتا ہے۔ اوّل علم کیمیا کے ذریعے اس ملاپ سے پیدا شدہ چیز کے تمام اجزا کو الگ الگ کرکے چونے اور ہلدی کو علیٰحدہ علیٰحدہ کرسکتا ہے۔ دوم چونے اور ہلدی کو ملا کر پھر اُس سے وہی چیز بنا کر دکھلا سکتا ہے جو دونوں چیزوں کے ملانے سے پیدا ہوئی تھی۔ تیسرے اس چونے اور ہلدی کے تمام ایسے اجزا علیٰحدہ کرکے دکھلا سکتا ہے کہ جن کے ملنے سے سُرخ رنگ کا بننا ممکن ہے ۞

جس شخص کا یہ دعوےٰ ہے کہ جڑ سے ہی چیتن کا ظہور ہوا ہے۔ اُس سے بھی ہم اس قسم کا ثبوت چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب تک وہ یہ کہتا ہے کہ اس میں جڑ کے سوائے اور کوئی چیز نہیں۔ اُس وقت تک اُس پر ہمارا یہ دعوےٰ قائم رہتا ہے کہ ہم اُس سے دیگر جڑ چیزوں کی پریکشا (امتحان) کے ثبوت کی مانند ثبوت چاہیں۔ اور اگر وہ اس قسم کا ثبوت نہ دے سکے تو اُس کی دلیل قابل تسلیم نہیں ہوسکتی ۞

اوّل یا تو وہ جڑ کو لے کر چیتن پیدا کرے۔ دوم یا چیتن کے اجزا کو الگ الگ کر کے جڑ کو ظاہر کرے۔ تیسرے یا علم کیمیا کے ذریعے یہ بتلادے کہ جسم کے کس کس ذرّے کو کس کس مقدار میں ملانے سے چیتن کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ان میں سے کسی ایک طرح پر بھی اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے سکے تو بہتر ہے کہ غرور اور تکبر سے اس بات کا پرچار کرنے کی بجائے کہ جڑ سے چیتن کی اُتپتی (پیدائش) ہو سکتی ہے وہ ہکسلے کی طرح نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اس بات کا اقرار کرے کہ "اس بارے میں مجھے کچھ بھی علم نہیں کہ کس طرح جڑ سے چیتن پیدا ہو گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جس طریق سے چونے اور ہلدی کے ملانے سے سُرخ رنگ بن جاتا ہے۔ اُسی طریق سے ہو گیا ہوگا"۔ مگر ہو سکنے کے لفظ میں تو بہت گنجائش ہے۔ مثلاً اس طرح ہو سکتا ہے۔ اُس طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک اَور طرح بھی ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس قسم کے دل کے خیالات کو پرمان نہیں کہتے۔ لہٰذا یہ امر کہ جڑ سے چیتن کی اُتپتی ہوئی۔ آج تک بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا ۔

اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کارن کے گُن سے کارج کے گُن علیٰحدہ علیٰحدہ بھی ہو سکتے ہیں تو تب بھی ایک اور دلیل سے یہ دعوے کہ جڑ سے چیتن پیدا ہوا ہے بے بنیاد ثابت ہوتا ہے اور وہ دلیل رسالہ تتو بودھنی پترکا کے شردھے سمپادک مہاشے نے اس مضمون پر ریویو کرتے وقت ظاہر کی تھی کہ۔ جو دلیل اُنہی کے الفاظ میں یہاں درج کی جاتی ہے۔ "کارج کے گُن کارن کے گُن سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ لیکن کارج کی ستّا کارن کی ستّا سے مختلف نہیں ہو سکتی۔ مثلاً فرض کرو کہ چونے اور ہلدی کے ملانے سے ایک سُرخ رنگ کی چیز بن گئی۔ ان دونوں چیزوں کے ملاپ سے جو سرخ رنگ پیدا ہوا۔ وہ مذکورۂ بالا اصلی دونوں چیزوں کے دونوں رنگوں سے مختلف ہے۔ اور اس طور پر وہ ایک

تیسرا رنگ ہے۔ لیکن ان دونوں اصلی چیزوں کی جو دو الگ الگ ہستیاں ہیں۔ اُن کے علاوہ کوئی اور ستّا اس ملی ہوئی چیز میں نہیں رہ سکتی۔ یعنی تیسرے رنگ کی طرح تیسری ستّا نہیں ہو سکتی۔ یہ ممکن ہے کہ کارج کا گُن ایسا ہو کہ جو کارن میں نہیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ کارج کی کوئی ستّا ایسی ہو کہ جو کارن میں نہیں"۔ اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُول کارن میں اگر چیتن پدارتھ کی ستّا نہ ہوتی۔ تو دُنیا میں وہ کسی طرح بھی نہ آسکتی *

یہاں پر اس بات کا بھی خاص طور پر جاننا ضروری ہے کہ چیتن پدارتھ اور جڑ پدارتھ کی خاصیت میں ایک بُنیادی فرق موجود ہے۔ اور وہ فرق یہ ہے کہ چیتن پدارتھ کی ستّا اپنے لئے ہے یعنی چیتن پدارتھ اپنی ستّا کو آپ محسوس کرتا ہے اور جڑ پدارتھ کی ستّا دوسرے کے لئے یعنی چیتن پدارتھ ہی جڑ پدارتھ کی ستّا کو محسوس کرتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں چیتن ستّا آتمارتھکی (اپنے لئے) اور جڑ ستّا پرارتھکی (دوسرے کے لئے) ہے اور اس طرح پر چیتن ستّا اور جڑ ستّا کے مابین ایک ناقابل عبور دیوار موجود ہے۔ اب ہمارے پیش نظر مسئلہ کا حل بہ آسانی اس طور پر ہو سکتا ہے کہ جب کارج میں ایسی کوئی ستّا نہیں ہو سکتی کہ جو کارن میں نہ ہو۔ تب یہ ماننا پڑیگا کہ مُول کارن میں چیتن ستّا موجود ہونے سے ہی سرشٹی میں چیتن ستّا کا ظہور ہوا ہے اور نیز فرض کرو کہ اِس دُنیا میں کہیں ایک بھی ذی روح نہیں۔ جڑ میں جو کچھ گُن ہے۔ وہ سب ہی گتی (حرکت) اور سنگھتی (ٹھوس)، ان دو گُنوں سے مرکّب ہے۔ جڑ چیزوں میں ان دو گُنوں کے سوائے جو کوئی اور گُن دیکھا جاتا ہے۔ وہ سب ہی جاندار وجود کی ہستی پر منحصر ہے۔ مثلاً توپ کی بارود میں آگ لگانے سے اُس کے ذرّوں میں جو ایک قسم کی حرکت پیدا ہوتی ہے صرف وہ ہی جیو کی ہستی پر نربھر نہیں کرتی کیونکہ اُس میں محض جڑ کا ہی

گُن موجود ہے - لیکن اُس کے علاوہ شبد وغیرہ اور جتنے گُن ظاہر ہوتے ہیں
وہ سب جیو ہی محسوس کر سکتا ہے - دُنیا میں اگر کہیں بھی کوئی جیو موجود نہ
ہوتا - تو جس کو "شبد" کہتے ہیں اُس کا ظہور دُنیا میں کسی جگہ تلاش کرنے
پر بھی نہ پایا جاتا - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونے اور ہلدی کے
ملانے سے پیدا شدہ چیز میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے - وہ دراصل محض
گتی (حرکت) کی تبدیلی ہے - چونے کی آنوگتی (اجزا کے ذروں کی حرکت
[illegible]) کے ساتھ ہلدی کی آنوگتی ملنے سے تیسری ایک
قسم کی آنوگتی پیدا ہوتی ہے - یعنی جیسے ہوا اور پانی کے سروتن کی رفتار
کے ملنے سے کشتی میں تیسری قسم کی ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے - ویسے
ہی یہ بھی ہے - نیز کسی شخص کے سامنے واقع ہونے سے ہی مذکورہ بالا
ملائی ہوئی چیز کی یہی آنوگتی جیو کے دل میں کام کر کے اُس کی آنکھوں
میں سُرخ رنگ کا ایک عکس پیدا کرتی ہے - اس لئے اس عکس کا محسوس
کرنا بھی کسی جاندار شخص پر ہی منحصر ہے - اس دلیل کے ذریعے یہ بات
آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ - چونکہ جڑ چیزوں سے شبد وغیرہ پیدا ہوتا
ہے - تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جڑ چیز سے جیو بھی پیدا ہوتا ہے
کیونکہ جیو پہلے ہے - اور اُسی کو آشرے کر کے شبد وغیرہ پیدا ہوتا ہے -
نہ یہ کہ پہلے شبد پیدا ہوا - اور بعد میں جیو - ایک طرف جیو اور دوسری طرف
جڑ ہے - اور شبد وغیرہ تمام گُن دونوں کے درمیان ہیں - شبد وغیرہ گُن جس
قدر جڑ وستو کے نزدیک ہیں - اُس کے مقابل جیو اُس سے بہت دُور ہے
جب جڑ چیز جیو کی سہائتا کے بغیر اپنے پاس کے گنوں کو ہی خود پیدا
نہیں کر سکتی - تب جیو جو اُس سے بہت دُور ہے - اُس کو پیدا کرنے کا
خیال گویا اُس کے لئے کس قدر دور ہاتھ بڑھانا - اور کس قدر ایسی بات کا
چرچا کرنا ہے - کہ جس کا اُس کو ادھیکار نہیں - اور کہاں تک ایک ناممکن

کام میں ہاتھ ڈالنا ہے۔ اُس کو ناظرین خود ہی معلوم کر سکتے ہیں ۔

جب جڑ سے چیتن کا پیدا ہونا ثابت نہ ہوا۔ تو پھر یہ امر زیادہ تر قابلِ یقین ہے کہ۔ چیتن سے ہی چیتن پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ کارج کے گُن کارن کے گُن کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور نیز اس سے یہ بات بھی ذہن نشین ہوتی ہے کہ وہ آدی شکتی چِن مئی (فہیم) طاقت ہے ۔

اس برہمانڈ میں جو شکتی کام کر رہی ہے۔ وہ فہیم ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ۔ یہ سرشٹی خواہ کسی طرح سے ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہو۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی بنیاد میں حکمت اور دانائی موجود ہے۔ یعنی اس سرشٹی کے ظہور میں اس طاقتِ کُل کا گیان موجود ہے اور اس کے علاوہ بہت سے ثبوتوں سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ۔ اس بشو کی تہ میں خواہ کوئی کیوں نہ ہو۔ مگر چیت شکتی (فہیم طاقت) اور گیان کریا (کارِ حکمت) اُس کا خاصہ ہے۔ اُپنشدوں میں کہا گیا ہے۔ اس (پرماتما) کی شکتی (طاقت) اعلےٰ اور رنگبرنگ ہے۔ اور اُس کی گیان کریا اور بل کریا طبعی ہے ۔

پس آؤ ہم ذرا بچے کے اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پینے کے عمل پر غور کریں۔ اس کا یہ عمل کیسا عجیب و غریب ہے!!!۔ اس عمل سے ایک بہت اعلےٰ اور بھلائی کُل مقصد پُورا ہوتا ہے۔ جس کا بچے کو کچھ بھی علم نہیں اور نہ اس بارے میں اُس کو کچھ اُپدیش ہی ملا ہے کہ۔ کس طرح سے یہ عمل کرنا چاہیئے۔ مگر تاہم یہ عمل نہایت خوبی کے ساتھ پُورا ہوتا ہے۔ بچے کا یہ عمل اور دیگر کاموں سے کیسا مختلف ہے! بچے کو اس کا علم نہیں۔ ابھیاس نہیں تعلیم نہیں۔ ہدایت نہیں۔ تو بھی وہ ایک ایسا عمل کرتا ہے کہ۔ جس سے بہت بڑی بھلائی کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس اعلےٰ مقصد کا گیان اور اس بھلائی کی خالص نیت اُسی مہان شکتی میں ہے کہ جو اس برہمانڈ کے پیچھے موجود ہے۔ انسانی بچے میں جیسے گیان نہیں۔ مگر تو بھی

ایک عجیب گیان کا عمل دیکھا جاتا ہے - ویسے ہی چرندوں - پرندوں اور حیوانوں
کی حرکات کو دیکھنے سے بھی عجیب غریب عمل دیکھنے میں آتے ہیں - وہ ایسے
بہت سے کام کرتے ہیں کہ - جن کا مدّعا وہ خود نہیں جانتے - اور اگر کوئی عقلمند
اور ذہین شخص ان جیسا کام کرے - تو ہم اُس شخص کی ذہانت اور قوّت اختراع
کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے - لیکن ان کاموں کی تہ میں اُن کی بچار شکتی کا
کچھ بھی تعلق نہیں + اُدد بلاؤ کی صنّاعی اور معماری کی قابلیّت نے عالمان
حکمت کو دنگ کر دیا ہے - لیکن شہد کی مکھی میں عقل حیوانی کی ذہانت جس
اعلےٰ درجے پر پہنچی ہوئی ہے - شائد اس سے بڑھ کر کسی اور حیوان میں نہ
ہوگی - اس کی ایک مثال یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے - گزشتہ
صدی کے آغاز میں پروفیسر رطھر نے علمائے حکمت کے آگے ایک سوال
حل کرنے کے لئے پیش کیا کہ - جو شکل و مساحت کی باہمی نسبت سے تعلق رکھتا
تھا - یعنی شکل متوازی الاضلاع میں یہ بات دریافت طلب تھی کہ - اُن کے
زاویوں میں باہم کیا نسبت ہو کہ شکل مذکور میں حتّے الامکان زیادہ سے
زیادہ سطح محدود ہو سکے +

اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر کورنگ نے بمقام ہیڈلبرگ بہ قاعدہ
کُلیہ بیان کیا کہ شکل مذکور میں زاویوں کی مساحت ۱۰۹ درجہ - ۲۶ منٹ اور ۷۰ درجہ - ۳۴ منٹ
ہونی چاہیئے - اس حل سے پروفیسر رطھر صاحب کا اطمینان ہو گیا - اور
اُنہوں نے تسلیم کر لیا کہ سوال مذکور کا حل یہی ہے +

لیکن کچھ عرصے بعد اُن کے پاس ایک حل جدید پہنچا - یہ حل کسی عالم
کی طرف سے نہیں - بلکہ ملک سکاٹلینڈ میں شہد کی مکھیوں کے پالنے کا
جو کوئی بڑا کارخانہ ہے اُس کے مالک کی طرف سے پہنچا تھا - اُسکی پیمائش
متوازی الاضلاع مفروضہ اور ڈاکٹر کورنگ کی پیمائش میں ایک منٹ کا
فرق تھا - مالک مذکور کا فاصلہ ۱۰۹ درجہ - ۲۷ منٹ اور ۷۰ درجہ - ۳۳ منٹ تھا - بڑی

چھان بین کے بعد پروفیسر ریمر نے تسلیم کیا کہ سوال مذکور کے حل اخیر کا
افتخار واقعی سکاچ کو حاصل ہے۔ لیکن سکاچ مذکور نے اعتراف کیا کہ اِس
عزّت کا مستحق وہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مستحق درحقیقت اس کے کارخانے
کی شہد کی مکھیاں ہیں۔ جن کے چھتّے کے خانوں کو دیکھ کر اُس نے وہ حل
سیکھا۔ اس ریاضی کے مسئلے میں جو عجیب طبّاعی دکھائی گئی۔ وہ اس واقعے
کو سن کر اور بھی مؤثر معلوم ہوگی کہ ایک بحری جنتری کے لوگارثم میں کچھ غلطی
ہوگئی تھی اور اس غلطی کی بنا پر ایک جہاز کے کپتان کا حساب غلط ہو کر اُس کا
جہاز خلیج بسکے کے کنارے آلگا۔ اتّفاق کی بات ہے کہ۔ ڈاکٹر کورنگ نے
متوازی الاضلاع کے حل میں اُسی غلط لوگارثم سے کام لیا تھا۔ اس لئے وہ
صحیح حل کرنے میں ناکام رہا۔ جنتری کے ایڈیٹر نے بلا توقّف اپنا لوگارثم
بدل دیا۔ یعنی شہد کی مکھیوں کی طرف سے جو رہنمائی ہوئی تھی۔ اُس کے
مطابق لوگارثم میں تبدیلی کردی گئی۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ۔ باوجود
اس امر کے کہ انسان کو نہایت دقیق دماغی آلات حاصل ہیں۔ ایک ادنےٰ سی
مکھی نے جس کا دماغ اس قدر ننھّا ہے کہ اس کی پیمائش کرنا بھی ناممکن ہے
انسان کی اعلےٰ ذہانت کو ماند کر ڈالا ۔

پرندوں کے گھونسلوں کی بناوٹ۔ شہد کی مکھیوں کا شہد اکٹھا کرنا۔
بھڑوں وغیرہ کا اپنے کھانے کی چیزوں کے اکٹھا کرنے کا عمل یہ سب اسی
قسم کے کام ہیں۔ اگر مینڈک کے جسم کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں۔ تو اس سے
بھی ان تمام طبعی حرکات کا کثرت سے ثبوت ملتا ہے۔ مینڈک کے جسم
کے دو ٹکڑے کر کے دیکھا گیا ہے کہ۔ اس حالت میں جسم کا جو ٹکڑا بغیر سر
کے پڑا ہوا ہے۔ اگر اُس کے ایک پاؤں میں ایک قطرہ ایسڈ کا ڈال دیا
جائے۔ تب وہ دوسرے پاؤں سے اُس ایسڈ کی بوند کو مٹانے کے لئے
بار بار کوشش کرتا ہے۔ اس عمل کی پرکرتی کیسی عجیب ہے! چونکہ اِس

کام میں اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں - اختیار نہیں - اس لئے یہاں بھی یہ صاف ظاہر ہے - کہ نا معلوم طور پر ایک ایسا عمل ہو رہا ہے کہ جس کی تہ میں ایک بھلائی کا مقصد چھپا ہوا ہے - اس عمل کو دیکھ کر ناظرین کیا کہینگے؟ کیونکہ جو گیان مینڈک میں نہیں - مگر عمل میں جس گیان کا ثبوت ملتا ہے - وہ گیان کہاں سے ہے؟ اس بارے میں ایک نہایت مشہور سائنس دان فاضل جارج میوارٹ کیا کہتا ہے - وہ سننے کے لائق ہے - فارٹ نائیٹلی ریویو کے کسی پرچے میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ "میری رائے کے متعلق اگر کوئی شخص دریافت کرے تو میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہوں کہ میں جس قدر پرکرتی کا مطالعہ کرتا ہوں - اُسی قدر میرا یہ بشواس مضبوط مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ - پرکرتی میں بچار ہین اور گیان سے محروم جانداروں میں گیان کا عمل اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ - اِس نیچر میں وہی سرب بیاپی ناقابل بیان و خیال اعلےٰ گیان موجود ہے کہ جس گیان کا آتم درشٹی سمپن انسانی گیان صرف ایک سایہ ہے (اور ہمارے پاس اُس اعلےٰ گیان کا کوئی عکس یا ظہور معلوم کرنے کے لئے انسانی گیان کے سوائے اور کوئی ذریعہ نہیں)"

یہ امر ایک اور دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ - وہ آدی سرشٹی حکیم کل اور عقل کل ہے - اور وہ دلیل یہ ہے کہ - اس سرشٹی کی حکمت کو دیکھکر ہم اس سرشٹا (خالق) کے گیان کا ثبوت پاتے ہیں - مشہور ڈاروِن صاحب نے اپنی فرٹیلی زیشن آف آرکڈس نامی ایک کتاب میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے وقت ایک بات بیان کی ہے - اور وہ واقعہ یہ ہے کہ بھنورا جب شہد چوسنے کے لئے پھول پر بیٹھتا ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ - پھول کی بناوٹ میں ایک عجیب حکمت ہے کہ - جس کے باعث وہ شہد کو دفعتاً نہیں چوس سکتا - اور اُسے شہد کے حاصل کرنے میں دیر ہوتی ہے - اور اس عرصے میں اُسکے پاؤں سے چمٹا ہوا پہلے پھول کا زیرہ دوسرے پھول کے گربھ کے زیرے کے

ساتھ مل جاتا ہے۔ شہد کے چُوسنے میں جو دیر ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے وقت ڈاروِن نے کہا ہے کہ "اس واقعہ کو اگر اتّفاقیہ کہو تو یہ اتّفاقیہ امر اس پھُول کے لئے بہت مُفید ہے اور اگر اتّفاقیہ نہ ہو (اور میں بھی جس کو اتّفاقیہ خیال نہیں کر سکتا) تو اس سے ایک عجیب حکمت کا ثبوت مِلتا ہے۔" جان سٹوارٹ مل نے بھی اپنی اُس کتاب میں کہ جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بات قبول کرنی ہی پڑیگی کہ موجودہ زمانے میں جہاں تک ہمارا گیان پہنچا ہے۔ اُس سے پرکرتی میں سرشٹی کی حکمت کو دیکھکر یہ بہت اغلب معلوم ہوتا ہے کہ۔ گیان کے ذریعے سے ہی یہ سرشٹی ہوئی ہے۔" صرف یہی نہیں کہ بشو کے آدی کارن میں صرف گیان ہی پایا جاتا ہو۔ بلکہ اُس میں آزاد مرضی اور قوت ارادہ بھی موجود ہے۔ اس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ۔ ہمارے آتما میں جو کریا اِچّھا (قوّت ارادہ) ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور شکتی کا گیان ہم لوگوں کو نہیں۔ اس لئے اس کے مُتعلّق ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ۔ ہم دُنیا کے کارج پرم پرا (نسلاً بعد نسلاً کام کا سلسلہ) کو دیکھکر جس شکتی کا اَنُومان (قیاس) کرتے ہیں۔ اُس شکتی کے گیان کی بُنیاد کہاں ہے؟

اگر ہم کسی جگہ کارج کے پیچھے۔ حرکت کے پیچھے۔ کوشش کے پیچھے کسی شکتی کو موجود نہ دیکھیں تو پھر کسی دوسری جگہ میں کارج یا حرکت کو دیکھکر شکتی کا خیال بھی ہمارے دل میں کیونکر آسکتا ہے؟ ایسا ہونا کیا طبعی ہے؟ ہرگز نہیں۔ فرض کرو کہ ایک شخص نے عمر بھر میں ایک دن بھی آگ سے دُھواں نکلتا ہوا نہیں دیکھا وہ شخص کیا اچانک ایک دن پہاڑ سے دُھواں اُٹھتا ہوا دیکھکر آگ کا اَنُومان کر سکتا ہے؟ جو شخص یہ کہتا ہے کہ چونکہ پہاڑ پر دُھواں اُٹھ رہا ہے۔ اس واسطے وہاں آگ موجود ہے۔ اُس کو ضرور اس بات کا علم ہے کہ آگ سے دُھواں نکلا

کرتا ہے۔ یعنی جہاں دھواں ہے وہاں ضرور آگ موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح جس شخص نے کبھی بھی یہ نہیں دیکھا کہ طاقت سے ہی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ وہ کیا برہمانڈ کی تبدیلی پذیر گھٹناؤں کو دیکھکر طاقت کا انومان کر سکتا ہے؟ پس جو شخص جب اس بشو کے تمام کاموں کو دیکھکر یہ کہتا ہے کہ۔ نسچے یہ ایک مہان شکتی کے ذریعے پیدا ہوا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ ہی وہ اس بات کا بھی اقرار کرتا ہے کہ۔ اس نے خود کہیں شکتی کے ذریعے عمل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے یہ عمل ہوتے ہوئے کہاں دیکھا؟ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ اس شکتی کا پہلا ثبوت ہمارے اپنے اندر ہی موجود ہے۔ جب ہم اپنے کسی عضو کو حرکت میں لاتے یا کوئی جسمانی حرکت کرتے ہیں۔ تو تب ہم کس قسم کی شکتی کا ثبوت پاتے ہیں؟ فرض کرو کہ ہم نے ہاتھ سے کسی ایک بھاری چیز کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ دیا۔ یہاں اس فعل کا فاعل کون ہے؟ اس کا فاعل ہاتھ کا گوشت پوست اور ہڈیاں وغیرہ ہیں یا اس فعل کی تہ میں کوئی اور شکتی موجود ہے؟ کون ایسا نادان ہے کہ جو یہ کہیگا کہ ہاتھ کا گوشت پوست ہی اس فعل کا عامل ہے۔ بلکہ یہاں ہم صاف دیکھتے ہیں کہ۔ ہماری اچھا سے ہی یہ عمل سرزد ہوا ہے۔ وہی اچھا روپی شکتی (قوت ارادہ) ہاتھ کو کام میں لاتی ہے۔ اور اس واسطے اس سے عمل سرزد ہوتا ہے۔ پس ہماری شکتی کے گیان کی بنیاد یہاں پر ہے۔ اور اسی طرح ہم برہمانڈ کی تہ میں جس شکتی کا قیاس کرتے ہیں۔ وہ قیاس یا گیان اس شکتی کے گیان سے ہی پیدا ہوا ہے۔ سپنسر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف کردہ "فسٹ پرنسپلز" نامی کتاب میں ایک جگہ بیان کیا ہے کہ "ہم اپنے جسم کو حرکت دیتے وقت جس طاقت یعنی فورس کو محسوس

کرتے ہیں۔ اُس شکتی کے علاوہ اور کسی شکتی کا براہ راست گیان ہم کو حاصل نہیں۔ اور اگر اس کے علاوہ کسی اور شکتی کا گیان ہے تو وہ ساکھشات (براہ راست) نہیں۔ بلکہ قیاساً ہے٭

اب یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ۔ جس کو ہم شکتی کہتے ہیں۔ اسکی تہ میں ایک فہیم طاقت کا گیان موجود ہے پس "برہمانڈ کی تہ میں ایک مہان فہیم شکتی موجود ہے" اس صداقت کو بیان کرتے وقت اگر ہم اُسے اپنے ذہن نشین کرنا چاہیں تو اُس طاقت کو کریا یا اِچھا کے علاوہ اور کسی طاقت کی صورت میں قبول نہیں کر سکتے۔ اس واسطے جس دلیل کے ذریعے ہم اس مہان شکتی کی ہستی کے ثبوت پر پہنچتے ہیں۔ وہی دلیل ہم کو بتلا دیتی ہے کہ۔ وہ شکتی ایک فہیم شکتی یعنی کریا یا اِچھا یا (Mind) ہے٭

اب اگر ہم دوسری دلیل کے نتیجے کو قبول کریں تو ہم کو جسمانی حرکات پر ایک دفعہ غور کرنا پڑیگا۔ اور پھر ذرا توجہ کے ساتھ دیکھنے سے ہی ہم انسانی جسم میں چار قسم کے عمل دیکھ سکتے ہیں:۔

اوّل۔ عمل بالارادہ۔ دوم۔ عمل طبعی۔ سوم۔ عمل بالمشق۔ چہارم۔ عمل بلا ارادہ٭

اوّل۔ کوئی خاص نتیجہ پیدا کرنے کی غرض سے جان بوجھ کر اپنی مرضی سے جو کام کیا جاتا ہے اُس کو عمل بالارادہ کہتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک کھلے ہوئے خوبصورت گلاب کے پھول کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ تو اُس عمل میں ہماری سُکھ کی خواہش جوش دلانے والی۔ گیان راستہ دکھلانے والا۔ اور خواہش یا اِچھا عمل کرانے والی طاقت موجود ہے٭

دوم۔ بہت سے کام ایسے ہیں کہ۔ جن کے کرنے کے لئے انسان نے کبھی تعلیم نہیں پائی۔ اور نہ اُس کو کبھی یہ ہدایت ملی کہ کس طرح سے

ان کاموں کو کرنا چاہیئے - مگر تو بھی خاص مقصد پورا کرنے کے لئے طبعاً وہ کام ہوتے ہیں - ایسے کاموں کو عمل طبعی کہتے ہیں - جیسے بچّے کا اپنی ماں کے دودھ پینے کا عمل - بچّے کے اپنی ماں کے دودھ پینے کے عمل میں خاص حکمت دیکھی جاتی ہے - جس طرح پستان کو کھینچنے سے دودھ پیا جاتا ہے اس طریق سے پستان کو کھینچنا ایک نوجوان شخص کے لئے بہت مشکل ہے - مگر بچّہ ماں کے پیٹ سے جنم لیتے ہی بغیر تعلیم اور ہدایت کے ماں کے پستان کو مُنہ میں لے کر بہت اچھّی طرح سے کھینچتا ہے - یہ عمل پھول کو توڑنے کے لئے ہاتھ پھیلانے کے عمل کی مانند گیان بدھی اور بچار پور بک عمل نہیں اور نہ پھیپھڑوں کی حرکت کی طرح عمل بلا ارادہ ہی ہے - اِس میں اچھّا کا جوگ ہے - لیکن گیان کا جوگ نہیں ہے

سوم - ایک اور قسم کا عمل ہے کہ جس کی بنیاد میں ایک وقت تو اچھّا اور گیان کا جوگ تھا - لیکن اب عادت کی وجہ سے وہ جوگ معلوم نہیں ہوتا - اُسکو ابھیاس سے پیدا شدہ عمل یا عمل بالمشق کہتے ہیں - مثلاً چلتے وقت قدم کا رکھنا - ہم چلنے کے لئے قدم اُٹھاتے ہیں - لیکن کیا ہر ایک قدم کے اُٹھانے اور رکھتے وقت ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ہم قدم رکھ رہے ہیں - اور کیا ہر ایک قدم کے ساتھ ساتھ ہماری قوّت ارادہ کا عمل نظر آتا ہے ؟ ہرگز نہیں - ہماری نظر آسمان کے تاروں اور ستاروں کی طرف ہے - یا ہمارا دل کسی گہرے سوال کے حل میں مستغرق ہے - مگر تو بھی ہم چل رہے قدم رکھ رہے اور قدم اُٹھا رہے ہیں - اور چلنے کا عمل برابر جاری ہے - گویا یہ سب کام کل کی طرح ہو رہا ہے ایک وقت تھا کہ ہم نے چلنے کے لئے ارادہ کیا تھا - سوچا بھی تھا چلنا سیکھنے کے لئے کئی طرح کی ترکیبیں اور دانائی اختیار کی تھی - اور کتنا غور و فکر کیا تھا - لیکن اب وہ تمام کام کل کے کام کی طرح سرانجام پاتا ہے - جب ایک بچّہ پہلے پہل کھڑا ہو کے اور چلنے کے لئے کوشش کرتا ہے - ذرا اُس حالت کو

خیالی طور پر سامنے لاؤ - اُس وقت اُس کو چلنے کے لئے کس قدر محنت - کوشش اور کشمکش کرنی پڑتی ہے - لیکن بعد ازاں ابھیاس کی وجہ سے وہی عمل طبعی ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ ایسا بھی سُننے میں آیا ہے کہ بعض بعض اشخاص چلتے چلتے سو بھی جاتے ہیں ٭

چہارم - وہ جسمانی عمل کہ جو عمل ہمارے گیان اور اچھا کے بغیر ہوتا رہتا ہے - یہاں تک کہ گہری نیند کے وقت بھی جاری رہتا ہے - وہ چوتھی قسم کا عمل ہے - مثلاً پھیپھڑوں - معدے اور دورانِ خون کا عمل وغیرہ وغیرہ یہ سب عمل ہماری اچھا سے باہر ہیں ٭

مذکورۂ بالا چار طرح کے عملوں میں سے پہلے تین طرح کے اعمال میں ہی ہم آزاد مرضی یا قوّت ارادہ کا فعل دیکھتے ہیں - بچّے کے اپنی ماں کے پستان پینے میں - اگرچہ وہ عمل نامعلوم طور پر اور طبعاً ہوتا ہے - مگر تاہم اس میں بچّے کی کوشش موجود ہے - اسی واسطے اُس کی قوّت ارادہ بھی جزوی طور سے شامل ہے - مثلاً وہ منہ کھولنا - اپنے دونوں ہاتھ پھیلانا - دونوں پستان پکڑنا اور دودھ کھینچتا ہے اور یہ سب کچھ کرنا اُسی کا کام ہے - پس ان تمام کاموں کی تہ میں اُس کی قوّتِ ارادہ یا کام کرنے کی خواہش موجود ہے - اسی طرح سے عادت کے بس ہو کر جو کام ہوتے ہیں - وہاں بھی نہایت سوکھشم اور نامعلوم طور سے قوّتِ ارادہ موجود ہے - ورنہ کس طرح ممکن ہے کہ - ایک راہرو گہری چنتا میں غرق رہنے پر بھی ٹھیک راستے پر چلنا - راستے کی رُکاوٹوں پر غالب آنا - اور جہاں سے گائے - بھینس - گاڑی وغیرہ گزرتی ہیں اُس راستے سے بچ کر نکلنا - جس جس موڑ پر پھرنے کی ضرورت ہے - وہاں پھرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے ایک گہرے خیال میں مستغرق رہنے پر بھی اُس کے دیکھنے سُننے اور بچار کرنے کا عمل برابر جاری اور اُسکی کریا اچھا بھی کام کر رہی ہے - یہاں تک کہ نیند کی حالت میں بھی چلتے رہنے کا جہاں

ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں بھی سوکھشم طور سے کریا اِچھا موجود ہے۔ اُس حالت
میں بھی نہایت پوشیدہ طور سے راستے کا گیان دل میں باقی ہے۔ ورنہ وہ
شخص غلط راستے پر کیوں نہیں جا پڑتا؟ نیند کی حالت میں جو ایک طرح
کا اندرونی گیان اور ارادے کی طاقت موجود رہتی ہے۔ اس کے کئی ایک
اَور ثبوت بھی ہیں۔ مثلاً یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ۔ اگر دل میں رات کے
وقت اُٹھ کر کسی جگہ جانے کا خیال رہے۔ اور وہ شخص اُسی سنسکار اور
خیال کو لیکر سو جائے تو اکثر قریباً ٹھیک وقت پر خود بخود اُس کی آنکھ
کھُل جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ نیند کی حالت میں اگر اُس کے دل میں
بچار اور بودھ شکتی موجود نہ ہو۔ تو وہ کیونکر ٹھیک وقت پر اُٹھا؟ *

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سمندر میں ایک جہاز جا رہا تھا۔ جب رات کے
گیارہ بجے تو اُس کا کپتان سو گیا۔ لیکن اُس نے سوتے وقت قطب نما کے
ذریعے معلوم کیا کہ رات کے دو بجے کے بعد جہاز سمندر کے ایک خاص مقام
پر پہنچیگا۔ اور اگر اُس وقت جہاز کا رُخ نہ پھرا دیا جائے تو ایک سخت مصیبت
میں پڑ جانے کا امکان ہے۔ یہ معلوم کر کے اُس نے پہرے دار سے
دو بجے اُٹھا دینے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم دیکر وہ خود سو گیا۔ گھڑی میں جب
ٹھیک دو بجے کپتان پہرے دار کے بلانے سے پہلے ہی بستر سے گھبرا کر
اُٹھا اور دیکھتا کیا ہے کہ ٹھیک دو بجے ہیں۔ مگر جہاز اُمید سے بڑھکر تیزی
کے ساتھ جلد آ پہنچا تھا۔ اور اگر وہ دس منٹ اور سوتا رہتا تو اُسی سخت مصیبت
میں گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا۔ خوش قسمتی سے وہ جہاز اُس مصیبت سے
بچ گیا۔ پس اس مثال سے بھی صاف ظاہر ہے کہ گہری نیند کے وقت
بھی بچار اور بودھ شکتی پوشیدہ طور سے کام کرتی ہیں *

خیر۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر مذکورہ بالا چار قسم کے اعمال کی تہ میں ہم ارادہ
کی طاقت یا کام کرنے کی خواہش کو موجود پاتے ہیں۔ اور نہ صرف ان تمام

کاموں میں ہی کہ جن کو عمل بلا ارادہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے (مثلاً پھیپھڑوں کی حرکت وغیرہ) اِنسان کی قوّت ارادہ نہیں دیکھی جاتی۔ بلکہ ان سب کاموں پر انسان کا کُلّی اختیار نہ رکھنے میں نہایت ہی گہرا اور پاک مقصد نظر آتا ہے۔ دیکھو تو سہی کہ جو تمام حرکات ہماری زندگی کی حفاظت کے لئے نہایت ضروری نہیں۔ اور جن کے ٹھیک طور پر پُورا نہ ہونے سے دفعتاً ہماری زندگی کی تباہی اور بربادی کا امکان نہیں وہ تمام کام تو انسان کی اپنی مرضی کے مطیع رکھے گئے ہیں۔ مگر انسانی جسم میں لگاتار جاری رہنے والی جملہ حرکات کہ جن کے مناسب طور پر سرزد نہ ہونے سے انسانی زندگی کے نیست و نابود ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اُن تمام پر انسان کا اختیار نہیں۔ پس اب اگر ان تمام کاموں پر انسان کا کُلّی اختیار نہیں تو پھر کس کا ہے؟ کیا یہ انسانی زندگی کا ایک عجیب اور حیرت انگیز راز نہیں۔ کیا اس انتظام کی نسبت نہایت غور و فکر کی نگاہ سے دیکھنے کی صورت میں بِشو کے کارن میں ان تین صفات یعنی گیان۔ منگل بھاؤ اور کِریا اِچّھا (قوّت ارادہ) کا ثبوت نہیں ملتا؟

تیسری مثال زچہ کے دردِ زہ کی ہے۔ کسی ایک تجربہ کار ڈاکٹر سے دریافت کرنے پر تمہیں معلوم ہو گا کہ جب حاملہ عورت کے لئے بچّہ جننے کا وقت نزدیک آ پہنچتا ہے۔ تو کچھ وقت پہلے سے ہی اُسے ایک طرح کی تکلیف زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اور پیدائش کے وقت عورت گربھ کی چیز خارج کرنے کے لئے ایک طرح کا زور لگاتی ہے کہ جس کو کُنتھنا یا کونتھنا کہتے ہیں۔ اس بات کا قریباً ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ معمولی طور پر رفع حاجت کرتے وقت اگر کسی شخص کو کُنتھنا پڑے۔ تو اُس کو کس قدر کوشش کرنا اور زور لگانا پڑتا ہے۔ کیونکہ قوّتِ ارادہ یا کام کرنے کی طاقت کو استعمال کرنے کی اگر کسی جگہ ضرورت پڑتی ہے تو وہ محنت والے کاموں

ہیں ہی ہوتی ہے - لیکن جب زچّہ اس قسم کا زور لگاتی اوراس طور پر کھنچتی ہے
تو اُس عمل میں اس کا اپنا کچھ بھی اختیار نہیں ہوتا - کیونکہ یہ سب کچھ اُس کے اپنے
ارادے کی طاقت اور آزاد مرضی سے بالکل باہر ہے - اور اگر اُس وقت سے
پہلے کلورا فارم یا کسی اور ذریعے سے اُس کو بیہوش بھی کر دیا جائے تو بھی
مناسب وقت کے آنے پر یہ کھنچنا خود بخود شروع ہو جائیگا - اس عمل کو دیکھکر
ناظرین کیا خیال کرینگے ؟ کیونکہ یہاں ایک ایسا عمل ہو رہا ہے کہ - جس میں
نہایت زور اور طاقت لگانے کی ضرورت ہے - مگر اس پر فاعل کا کچھ بھی
اختیار نہیں - تب یہ عمل کس کی مرضی سے سرزد ہو رہا ہے ؟ ذرا سوچ اور
بچار کر دیکھئے کہ - اگر اُس درد اور تکلیف سے تھک کر نڈھال ہوئی ہوئی
زچّہ کے ارادے پر ہی اس نہایت ضروری عمل کا انحصار ہوتا تو اُسکے
کتنا کچھ خطرے میں پڑجانے کا اندیشہ تھا - اسی واسطے بشوکارن نے
اس فعل کو عمل بلا ارادہ کے ضمن میں رکھا ہے کہ جو بھی بشوکارن میں
قوّتِ ارادہ اور منگل بھاؤ کے پائے جانے کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے ٭

پس ان تمام مثالوں سے ثابت ہوا کہ بشوکارن میں گیان اور
کریا اِچّھا (قوّتِ ارادہ) دونوں ہی موجود ہیں - اور صرف یہی دونوں
نہیں - بلکہ اس میں پریم (محبّت) بھی پائی جاتی ہے - اسکے متعلّق
پورے طور پر غور کرنے سے پہلے آؤ ہم ایک بار سوچ کر دیکھیں کہ محبّت
کی سب سے بڑی علامت کیا ہے ؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ میرے سُکھی
ہونے پر جو شخص سُکھی ہوتا اور جو مجھے سُکھی کرنے کے لئے کوشش کرتا
ہے - وہی گویا مجھ کو محبّت کرتا ہے - اگر میں دیکھوں کہ مجھے فائدہ پہنچنے
پر دُنیا کے بیشمار لوگوں میں سے دس اشخاص خوشی مناتے ہیں - اور
یہی دس اس بات کے لئے بھی کوشاں ہیں کہ - مجھ کو اور بھی زیادہ
فائدہ پہنچے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ شخص میرے بہی خواہ اور دوست ہیں

یعنی مجھ کو محبت کرتے ہیں۔ یہ امر ایسا آسان ہے کہ جس کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اسی واسطے یہاں اس کے مفصل ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ تاہم ایک خوبصورت اور کھلے ہوئے گلاب کے پھول کو ہاتھ میں لیکر اس پر بچار کرنا شروع کرو اور نیز میں درخواست کرتا ہوں کہ۔ اگر کوئی گلاب کے پھولوں کا باغ نزدیک ہو تو اس میں سے ایک گلاب کے پھول کو توڑ کر اس مضمون کو ایکبار پڑھنا شروع کرو۔ فرض کرو کہ تمہارے ہاتھ میں ایک پھول ہے۔ اس پر ایکبار نظر ڈالو۔ اسکی پنکھڑیاں کیسی نرم۔ اس کی خوشبو دل اور دماغ کو کیسی معطر کرنے والی اور اس کا رنگ دل کو کیسا موہت کرنے والا ہے!

اب تم ہی سوچو کہ یہ خوبصورت رنگ اس پھول میں کیوں رکھا گیا؟ اسکی خوشبو کے بارے میں تو بھلا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر پھول میں خوشبو نہ ہوتی تو بھونرا اس کی طرف کھنچکر نہ آتا اور اس پر نہ بیٹھتا۔ اور اس کے نہ بیٹھنے سے اس کے پاؤں کا زیرہ پھول پر نہ پڑتا اور اس سے پھل پیدا نہ ہوتا۔ مگر اس پھول میں یہ عجیب اور خوبصورت رنگ کیوں رکھا گیا؟ کیا آپ اس سرشٹی میں کسی ایسے جاندار کا نام بتا سکتے ہیں کہ۔ اگر گلاب کے پھول میں یہ خوبصورت رنگ نہ ہوتا۔ تو اس کی زندگی کے قائم رہنے میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوتی؟ ہم لوگ جہاں تک سمجھ سکتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ۔ اس خوبصورت رنگ پر کسی چرند۔ پرند وغیرہ کی زندگی کے قیام کا انحصار نہیں ہے + اگر اسکا رنگ اس قدر خوبصورت اور روشن نہ ہوتا۔ تو شہد کے لالچی بھنورے کے لئے اس تک پہنچنے میں کچھ روک نہ ہوتی + اچھا تو پھر اگر پھول میں اس قدر خوبصورت رنگ نہ ہوتا۔ تو کیا ہماری اپنی زندگیوں کو قائم رکھنے میں کسی قسم کی روک پیدا ہوتی؟ ہرگز نہیں۔ اگر رنگ نہ بھی ہوتا تو بھی ہم زندہ رہتے + لیکن بات یہ ہے کہ اس کی موجودگی سے ہم کو کچھ سکھ ملتا۔ اور ہم خوشی اور راحت کے ساتھ جیتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتا۔ تو ہمارے سکھ اور خوشی میں کچھ کمی واقع ہوتی۔ پس

سرشٹی کی بُنیاد میں ہم یہ اُصول صاف اور واضح طور سے دیکھتے ہیں کہ بشو کارن نے یہ چاہا ہے کہ ہم صرف کسی نہ کسی طرح سے زندہ ہی نہ رہیں۔ بلکہ آرام سے جئیں۔ اور اسی واسطے اُس نے ایسا انتظام بھی کیا ہے۔ اُوپر جو پریم کی علامت بیان کی گئی ہے کیا اس کے مطابق یہ پریم نہیں۔ کیا اس گلاب کو دیکھ کر آپ کا دل یہ نہیں کہہ اُٹھتا کہ "اے بشو کی انترا لواسنی شکتی (کائنات کی تہ میں موجودہ طاقت) تُو کون ہے اور تو کیوں چاہتی ہے کہ۔ ہم سُکھ پُوربک جئیں"؟

اس قسم کی اَور بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ مگر مضمون کو زیادہ طویل کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھُول میں جس پریتی کے اظہار کو دیکھکر بشو کارن میں محبت کے ہونے کا گمان کیا جاتا ہے۔ آؤ اس پریتی پر جو انسانی دل میں ہے ذرا غور کریں۔ فرض کرو کہ اگر ہمارے دلوں میں محبت نہ ہوتی اور صرف خود غرضی اور سُکھ کی خواہش ہی ہماری زندگیوں کی محرک ہوتی۔ تو کیا دُنیا کا کام بہت کچھ بلا کسی روک ٹوک کے نہ چل سکتا؟ ضرور چلتا۔ دُکاندار اپنے فائدے کے لئے اشیاء خوردنی لاتا اور ہم بھُوک سے مجبور ہو کر اُن کو خریدتے۔ رسوبہ یا رسوئن اپنے فائدے کے لئے کام کرتی اور ہم کو کھانا بنا کر دیتی۔ ہم کھاتے اور اس طور سے زندگی بسر ہوتی۔ مرد اپنے سُکھ کے لئے عورت کو چاہتا اور عورت اپنے آرام کے لئے مرد کی ساتھی بنتی۔ اس طرح پر کیا ہماری جان کی حفاظت نہ ہوتی اور دُنیا قائم نہ رہتی؟ مگر کس نے اس خود غرضی اور آرام و سُکھ کی خواہش میں پریم جیسی ایک چیز ڈال دی جس نے سب کچھ مدھومئے کر دیا۔ آہا! پریم کیسی عجیب چیز ہے۔ ایسا شاعر کون اور کہاں ہے کہ۔ جو اس بہشتی چیز کی عظمت آج تک بھی بیان کرنے کے قابل ہوا ہو؟ رسوئن یا برہمنی کہ جو میرے ہاں پیسوں کے لالچ سے کام کرنے آتی ہے۔ اگر اس کے دل میں میرے لئے پیار پیدا ہو جائے تو دیکھو گے کہ اُسکے

ہاتھ کا یہ کام کیسا میٹھا ہو جائیگا - کام کر کے اُس کا دل اعلےٰ درجے کی سیری حاصل کریگا - اور میرے آرام کے ساتھ کھانا کھانے پر اُس کو روحانی راحت نصیب ہوگی اور میں بھی اُس کھانے کو کھا کر امرت چکھونگا - اے پریم تو دھنّ ہے - تجھ کو چھو جانے سے لوہا بھی سونا بن جاتا ہے - یہ سچ ہے کہ بہت سی حالتوں میں ہم پریم کے بغیر زندہ رہ سکتے تھے - لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ایسے آرام کے ساتھ زندگی بسر نہ کر سکتے - اسی لئے یہ سوال بار بار دل میں اُٹھتا ہے کہ " اے بشو کی انترا لواسنی شکتی - تو کون ہے اور تو کیوں چاہتی ہے کہ ہم آرام سے جئیں ؟ " نیز کیا یہ ممکن ہے کہ انسانی دل میں تو اس پریم کی اگنی دیکھی جائے - مگر جس بشو کارن سے یہ انسانی دل پیدا ہوا ہے - اُس میں یہ موجود نہ ہو ؟ اس لئے صرف یہی نہیں کہ بشو کارن میں محض گیان اور کریا اِچھّا ہی موجود ہے - بلکہ اُس میں پریم بھی ہے ۔

صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ انسانی فطرت کے گہرے راز کے متعلق غور و فکر کرنے سے معلوم ہوگا کہ اِس بشو کارن میں کچھ اور بھی ہے - فرض کرو کہ - ایک شخص کے صندوق کی چابی گم ہو گئی اور وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے بہت سی چابیوں کا گچھا لے آتا ہے - اور ایک ایک چابی کو آزماتا ہے - چابی سوراخ میں تو جاتی ہے - لیکن تالے کو نہیں لگتی - وہ بار بار چابی کو اِدھر اُدھر گھماتا ہے - مگر ناکام رہتا ہے اور نا اُمید ہو کر آخرش کہہ اُٹھتا ہے کہ نا - یہ چابی تو نہ لگی - اور یہ کہکر اُس کو الگ رکھ دیتا ہے - یا فرض کرو کہ ایک شخص نے سُنا کہ فلاں خاص دوا سے قے رُک جاتی ہے - اُس نے سیکڑوں موقعوں پر دیکھا دیکھا کہ اُس سے قے نہ رُکی - اس تجربے سے اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ جو کچھ میں نے سُنا تھا وہ سب جھوٹ نکلا - اور اسی واسطے اُس نے اُس چیز کا استعمال چھوڑ دیا - اور پھر دوبارہ اُس چیز کے آزمانے کی خواہش اُس کے دل میں باقی نہ رہی

انسان کے تمام کاموں میں یہی اصول دیکھا جاتا ہے - اور یہ بات انسانی دل
کے لئے طبعی ہے کہ - کسی ایک چیز کے بار بار آزمانے پر اگر نتیجہ برعکس
نکلے تو پھر وہاں بشواس نہیں رہتا - لیکن ایک امر ایسا ہے کہ جہاں ہم معاملہ
برعکس دیکھتے ہیں - فرض کرو کہ ایک شخص اپنے چلن کو پاک اور بہتر بنانے
کے لئے کوشش کرتا ہے - سچائی - انصاف - محبت اور پاکیزگی حاصل کرنے
کے لئے لگاتار کشمکش کرتا ہے - اس جدّ و جہد اور مقابلے کی تہ میں ہم کیا
دیکھتے ہیں ؟ اس میں ہم کو تین بھاؤ نظر آتے ہیں - اوّل کمزوری کے باعث
اس سنگرام میں بار بار ناکامیاب ہونے پر بھی کوئی شخص اس نتیجہ پر نہیں
پہنچتا - اور نہ یہ یقین کر لیتا ہے کہ - پاکیزگی اچھی چیز نہیں یا اسکی فتح نہ
ہوگی - سو بار گرنے پر بھی پھر اُٹھنے کی اُمید کرتا ہے - مگر دوسرے موقعوں
پر دس بار ناکامیاب ہونے پر ہی نااُمید ہو جاتا ہے - لیکن دھرم کے
لئے کشمکش کرتے وقت سو بار ناکامیاب ہونے پر بھی نااُمید نہیں ہوتا -
دوم - اگر وہ نفسانی خواہشوں کے بس ہو کر گر بھی جائے تو اُس وقت
بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ - دھرم کی ہی فتح ہونی چاہئے تھی - یعنی وہ پاپ
کی غلامی کرتے کرتے بھی پاکیزگی کی عظمت کو محسوس کرتا ہے - سوم - اگر
وہ دھرم کے لئے سنگرام کرتے کرتے فتح بھی حاصل کر لے تو بھی اُس کے دل
میں یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ - وہ دھرم کی سب سے اعلےٰ منزل پر پہنچ گیا
ہے - اور اُس کے لئے اب کوئی اور نئی چیز حاصل کرنے کے لئے باقی نہیں
رہی - بلکہ جس قدر وہ آگے سے آگے بڑھتا اور ترقی کرتا ہے اسی قدر
اپنے سامنے دھرم کا اعلےٰ سے اعلےٰ معراج دیکھتا ہے - مذکورۂ بالا دو
مثالوں سے ہم اِس صداقت پر پہنچتے ہیں کہ - دھرم کی عظمت کا یقین
انسان کے لئے ایک طبعی امر ہے - اور یہ دیگر امور کے یقین کی طرح نہیں
کہ جو ناکام ہونے کی صورت میں انسان کے دل سے دور ہو جاتے -

تیسری مثال سے اس صداقت کو محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں جو دھرم کا بھاؤ موجود ہے اُس کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے۔ انسانی دل میں دھرم کی عظمت کا گیان طبعی ہے۔ اور اس بھاؤ کے ساتھ انرنت کا بھاؤ ملا ہوا ہے۔ ان دونوں صداقتوں پر ایکبار غور کرنے سے ہمارے دل میں کیا خیال پیدا ہوتا ہے؟ کیا اس سے ہمارے دلوں میں یہ یقین مضبوط نہیں ہوتا کہ ہماری فطرت میں جو دھرم کا قانون موجود ہے۔ وہ اُسی پرشو کے آدی کارن سے پیدا ہوا ہے؟

انسانی دل میں اس دھرم بھاؤ کی گہرائی کس قدر زیادہ ہے۔ اس کا اندازہ انسان کے فرض کے گیان پر نگاہ ڈالنے سے ہو سکتا ہے۔ اوہ! یہ کیسا ایک عجیب غریب بھاؤ انسان کے دل پر حکومت کرتا ہے۔ روم سے جب وہاں کی رعایا نے حاکموں کو نکال دیا تو دو کونسلوں (ججوں) کے اُوپر شہر کی حفاظت کا بوجھ دیا گیا۔ اُس وقت شاہی خاندان سے اہل روما کو اس قدر نفرت اور دشمنی پیدا ہو گئی تھی کہ اُنھوں نے یہ قانون مقرر کر دیا تھا کہ اہل روما میں سے اگر کوئی شخص پھر بادشاہوں کو واپس لانے کے لئے سازش کریگا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اس حکم کی منادی ہونے کے بعد روم کے چند نوجوان مذکورۂ بالا جرم میں مجرم قرار دئے گئے۔ اور وہ آخری فیصلے کے لئے دونوں کونسلوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ بدقسمتی سے انہی نوجوانوں کے گروہ میں ایک کونسل (جج) کے اپنے دو بیٹے بھی تھے۔ اور اب جبکہ وہ عدالت کی کُرسی پر تھا۔ تو مناسب غور و فکر کے بعد عدالت کی رُو سے حسب قانون سزا دینا اُس کے لئے نہایت ضروری اور اُسکے فرض میں داخل تھا۔ اور اسی بنا پر جب اُس نے باقاعدہ طور پر شہادت وغیرہ لینے کے بعد اپنے لڑکوں کو مجرم پایا تو اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ جب جلاد اُن کو قتلگاہ پر لے جانے لگے۔ تب وہ اپنے مُنہ پر کپڑا ڈالکر زار زار رونے لگا۔ ایک طرف باپ کی محبت اور دوسری طرف فرض کا علم اور پیار۔ آخرش اس کشمکش میں فرض کے پیار کی ہی فتح ہوئی۔ کیا ایسا ظہور اور

عمل انسان کے علاوہ کسی اور جاندار میں بھی کبھی کسی نے دیکھا ہے؟

گزشتہ غدر کے وقت سر ہنری لارنس اودھ کے کمشنر تھے۔ اور وہ سخت بیماری کی وجہ سے رخصت لیکر انگلینڈ جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ لکھنؤ میں اچانک اُن کو خبر ملی کہ فوج باغی ہو گئی ہے۔ اور دہلی کو فتح کر کے لکھنؤ کی طرف آ رہی ہے۔ تب اُنہوں نے معلوم کیا کہ اس مصیبت کے وقت میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنی گورنمنٹ اور اپنی قوم کے لوگوں کی جان بچانے کے لئے کوشش کروں یہ فیصلہ کر کے اُسی بیمار اور کمزور جسم کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو اور ایک فوج کا دستہ لے میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چوبیس گھنٹے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوئے ہوئے سخت جنگ کی۔ بعد ازاں شکست پانے پر لکھنؤ شہر میں رزیڈنسی میں واپس چلے آئے اور شہر اور اُس کے چاروں طرف کے تمام انگریزوں کو اس مکان میں رکھکر اور اُس مکان کو مثل قلعے کے بنا کر اُسکی حفاظت کرنے لگے۔ ایسی نازک حالت میں ایک دن ایک توپ کا گولہ اُس مکان میں آ پڑا اور اُن کو مہلک طور پر زخمی کیا۔ اس توپ کے گولے کی تکلیف سے وہ مثل مُردے کے ہو گئے۔ اور اس حادثے کے بعد وہ صرف چند ہی روز زندہ رہے۔ لیکن اس ناقابل برداشت تکلیف اور عذاب کی حالت میں بھی وہ ہمیشہ اُن لوگوں کی حفاظت کے ذرائع سوچتے رہتے تھے کہ جنہوں نے اس مکان میں پناہ لی تھی۔ وہ زخمیوں کی خدمت کے انتظام کے لئے ہدایت کرتے عورتوں کی حفاظت کے لئے مشورہ دیتے اور بچوں کی خبر لیتے تھے کیا کوئی شخص کسی اور حیوان میں اس قسم کے فرض کے پیار اور علم کی کلپنا بھی کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس مثال میں اُن کے جسم اور دل تو نہایت کمزور ہونے کی وجہ سے آرام چاہتے ہیں۔ لیکن فرض کا پیار اُن سے زبردستی کام کرا رہا ہے۔ یہ بہشتی نظارہ صرف انسان کے لئے ہی ممکن ہے۔

جیسے ایک طرف انسان میں فرض کا پیار دیکھا جاتا ہے۔ ویسے ہی

دوسری طرف انُوتاپ بھی پایا جاتا ہے۔ انُوتاپ کے آنسو موتیوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔ ان آنسوؤں کے بہانے کا استحقاق صرف انسان کو ہی حاصل ہے۔ ورنہ میرے لئے جو کچھ کرنا مُناسب اور ضروری تھا وہ میں نہیں کر سکا۔ اس خیال سے کیا کسی نے کبھی کسی ادنےٰ جاندار کو غمگین اور افسردہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس خواہش کا اعلےٰ پن اور ندامت اور پشیمانی کی گہرائی صرف انسان کے لئے ہی ممکن ہے۔ اور اب کیا یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی کہ جس نے ان دونوں خوبیوں کو انسانی فطرت میں پیدا کیا ہے۔ "وہ دھرمادہ۔ پاپ انُودم۔ یعنی دھرم کی رکھشا کرنے والا اور پاپ سے شانتی دینے والا ہے"؟

اب جائے غور ہے کہ۔ جب اُس آدیہ شکتی میں گیان۔ کریا۔ اِچھّا۔ پریم اور دھرم کے قانون کا پایا جانا ثابت ہوا۔ تب کیا وہ آدی شکتی بجلی یا کسی اور طاقت کی مانند ایک غیر فہیم مادّی طاقت ثابت ہوئی یا ایک فہیم زندہ پُرش ؟ ہاں جن معنوں میں استری اور پُرش کا شبد استعمال ہوتا ہے اُن معنوں میں یہ پُرش کا شبد استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ جس میں گیان۔ پریتی اور کریا اِچھّا ہے وہی پُرش ہے۔ اسی واسطے پراچین رشیوں کے ساتھ ایک زبان ہو کر یہ کہنے کی اِچھّا ہوتی ہے :-

ویدا ہمیتم پُرشم مہانتم۔ آدِت ورنم تمسا پرستات
تمیو بدِتواتی مرتیو میتی نہ انیہ پنتھا بدِیتے آئنے نہ آئے

معنے :- "جہالت کی تاریکی سے پرے اُس مہان جو تر مئے پُرش (عظیم اور روشن ذات) کو میں نے جانا ہے اُن کو ہی حاصل کر کے انسان موت کے خوف سے بچ جاتا ہے جانے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں"۔

اگر دھرم کے متعلق زمانہ حال کی نئی روشنی سے فائدہ اٹھانا اور اپنی روحانی ترقی چاہتے ہو تو مفصلہ ذیل کتب مینجر براہمو دھرم پرچار آفس لاہور سے منگا کر ضرور مطالعہ کرو۔
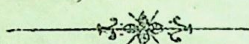
اردو کتب

نام کتاب	قیمت
مہرشی جی کے بیاکھیان اردو جلد اول حصہ اول و دوم بلا جلد	عه/
″ جلد دوم (حصہ سوم و چہارم) بلا جلد	/۸
″ جلد اول مجلد بہ کاغذ	۲/عه
″ ″ مجلد بہ پارچہ	۴/عه
″ جلد دوم ″ ″	/۱۰
″ جلد اول و دوم شترکہ	۱۴/عه
وصال باری	/۱۰
روحانی عروج	/۸
فرائض انسان ہر سہ حصہ مکمل . . .	/۱۲
سوانح عمری بنجمن فرینکلن	/۱۲
سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے ″ ″ مصنفہ لالہ نتھو رام سند	۲/عه
″ ″ مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے	/۴
سوانح عمری مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی ″	/۴
″ مہاتما کیشب چندر سین ″	/۶
بدھ دیو جی کی سوانح عمری حصہ اول	/۴
″ ″ حصہ دوم	/۸
″ ″ حصہ سوم	/۴
سوانح عمری ایشور چندر ودیا ساگر . . .	/۶

نام کتاب	قیمت
سنگیت مالا	/۴
بشواسی بنے	/۴
دھرم مارگ	/۴
مطالعہ فطرت	/۵
اخلاقی سبق ہر سہ حصہ (خصوصاً بچوں کے لئے)	/۱۲
موتیوں کی لڑی	/۴
ثمرۂ دیانت	/۶
گرہ دھرم	/۵
مادیت و دہریت کی تردید	/۴
براہمو دھرم شکھشا	/۶
شرابی کی سچی سرگزشت	/۳
پرارتھنا پستک	/۲
کاشف الالہام	/۰۱
وقت اور اصلاح	۹ پائی
مشرقی و مغربی دھرم بھاؤ . . .	/۱
ملک ہند کے لئے ایک عظیم مسئلہ . .	/۱
دھرم کا روپ و سروپ	/۱
جگ پرورتک مہاتما راجہ رام موہن رائے	۳ پائی
براہمو دھرم کے نیم و براہمو زندگی کا معراج	/۱
ایشور کی مرضی	/۱
ایشور پریم و پاکیزگی	/۱

رُوحانی گلدستہ حصہ اول ... ا/

" " حصہ دوم ... /۰

سچّی عبادت .... /۰

سادھک منڈلی ...... /۰

تناسخ کی اصلیت .... /۰

مختصر سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے /-

" " مہرشی دیویندر ٹھاکر /۰

" " شریمتی سدامنی رائے /-

زندگی کا کیا مقصد ہے؟ ... /-

اُتسب کا دن .... /-

براہمو سماج کے اصول اور اُنکی تشریح /-

شراب نوشی اور اُسکی خوفناک بُرائیاں /-

شراب لیلا .... /۰

تھیوڈور پارکر کی چِٹھی .... /-

انگریزی کُتب

فرام پاورٹی ٹو پاور .... /۱۰

اوٹ فرام دی ہارٹ ...... /۱۵

آل ویز تھنکس ایڈڈ ..... /۱۰

تھرو دی گیٹ آف گڈ ..... /۱۵

ایز اے مین تھنکتھ .... /۱۵

اِن ٹیون ود دی اِنفنٹ ... /۴

کیریکٹر بلڈنگ .... /۱۵

ایوری لِونگ کریچر .... /۱۵

گریٹ ایسٹ تھنگ ایور نون .. /۱۵

وٹ آل دی ورلڈ از اے سیکنگ /۴

کیریکٹر مصنفہ سائل صاحب /۸

گاسپل آف بدھ ...... /۱۲

چائلڈ ہڈ آف دی ورلڈ (دنیا کا بچپن) /۱۵

ایسنٹ آف مین .... /۴

دی آئیڈیل لائف ...... /۹

نیچرل لا ان دی سپرچول ورلڈ ... /۱۲

دی چینجنڈ لائف ...... /۲

اور گاسپل .... /۰

میٹیریل ازم اینڈ اتھی ازم ریفیوٹڈ (یعنی خدا کی ہستی کا ثبوت اور مادیت و دہریت کی تردید) ۳/

ڈیوٹیز آف مین (جوزف میزینی) ... ۶/

ریویلیشن (مصنفہ پنڈت شیوناتھ شاستری ایم اے) /-

" " " ٹرو ورشپ /۰

انگلش ورکس آف راجہ رام موہن رائے ۵/

تھی ازم دی ریلیجن آف کامن سنس از چارلس واٹسی ۶/

کلچر (بابو پرتاپ چندر موزمدار) ... ۱/

ریپرس ۱/

سائنس اینڈ ریلیجن ۱/

ہندی کُتب

سکھی پریوار ۱/

مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکور کا مختصر جیون چرتر /۰

بشواسی سینا .. ۲/

براہمو دھرم کے بیاکھیان /۵

براہمو دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم /۵

براہمو سنگیت .. ۳/

پچھمن ... ۱/

براہمو دھرم (انتخاب) /۴

دھرم وشیک پرشن اُتر ۱/

ارتنا بودھ (مصنفہ بابو نوبن چندر رائے) /۸

استری شکھشا .. /-

دھرم دیپکا .. /-

استوتر (یعنی خدا کی حمد کے آٹھ نام) /-

روحانی عروج کا ہندی ترجمہ /۴

ستیا دھرمی لوگ وید کو کیسے مانتے ہیں .. /-